جانوروں میں انویسٹمنٹ کا شرعی طریقہ

(دعوت اسلامی)
دارالافتاء اہلسنت
Darul Ifta AhleSunnat

1

ریفرنس نمبر:Aqs 1442
تاریخ:31-10-2018

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں لوگ دوسروں کو پالنے کے لیے جانور دیتے ہیں اور طے یہ ہوتا ہے کہ جب اس جانور کے بچے ہو جائیں، تو وہ ان دونوں کے مشترک ہوں گے، یعنی آدھے آدھے تقسیم ہوں گے۔ یہ مسئلہ یہاں میں نے علماء سے پوچھا ہوا تھا، تو میں نے لوگوں کو بتایا کہ یہ ناجائز ہے، تو وہ سب مجھ سے تقاضا کر رہے ہیں کہ ناجائز ہے، تو لکھا ہوا لے کر آؤ۔ نیز مفتی صاحب اگر اس میں کوئی جائز طریقہ ہے، تو وہ بھی بتادیں تاکہ اس کے مطابق عمل کریں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جانور کو پالنے کے لیے سوال میں مذکور طریقہ کار کے مطابق دینا، ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ جانور دونوں کا مشترک نہیں ہے، بلکہ جانور کا مالک ایک شخص، جبکہ پالنے والا، نگہداشت کرنے والا دوسرا شخص۔ شرعی اصولوں کے مطابق یہ اجارہ فاسدہ ہے اور اس صورت میں پالنے والے کو اپنی ملکیت سے کھلائے گئے چارے کی قیمت اور اجرت مثل (جو عموما اس طرح کے کام پر اجرت دی جاتی ہے) ملے گی اور جتنے بچے پیدا ہوں گے، وہ سب جانور کا مالک لے گا۔

اس کے جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جانور کا مالک جانور کا آدھا حصہ، پالنے والے شخص کو ایک معین رقم پر فروخت کر دے اور رقم کی ادائیگی کی مدت طے کر لے مثلاً: جانور کا نصف دوسرے کو بیس ہزار روپے میں بیچ دیا اور بیس ہزار کی ادائیگی چھ مہینے بعد وہ کرے گا (اگر جانور کا مالک چاہے، تو اپنی مرضی سے یہ رقم بعد میں معاف بھی کر سکتا ہے) تو یوں جانور دونوں کے درمیان مشترک ہو جائے گا، اس صورت میں وہ جانور اور اس کے پیدا ہونے والے بچے سب دونوں کے درمیان مشترک ہوں گے اور یہ آدھے آدھے جانور تقسیم کر لیں گے، یہ طریقہ اختیار کرنے سے دونوں کا مقصود حاصل ہو جائے گا، جبکہ سوال میں مذکور طریقہ کار جو عموما رائج ہے، وہ ناجائز و گناہ ہے۔

فتح القدیر میں ہے: ”إذا دفع بقرة إلى آخر يعلفها ليكون الحادث بينهما بالنصف فالحادث كله لصاحب البقرة وله على صاحب البقرة ثمن العلف وأجر مثله، وعلى هذا إذا دفع الدجاج ليكون البيض بالنصف“ ترجمہ: جب کوئی کسی کو گائے دے کہ وہ اسے پالے تاکہ جو بچے پیدا ہوں، وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں، تو پیدا ہونے والے سارے بچے گائے کے مالک کے ہوں گے اور پالنے والے کو گائے کے چارے کی قیمت اور اس کے عمل کی اجرت مثل ملے گی اور اسی اصول پر یہ صورت ہے کہ جب کوئی مرغی دے اس طور پر کہ انڈے آدھے آدھے تقسیم کیے جائیں گے۔

(فتح القدیر، جلد06، صفحہ421، دار الفکر، بیروت)

فتاوی عالمگیری میں ہے:"دفع بقرة إلى رجل على أن يعلفها و ما يكون من اللبن و السمن بينهما أنصافا فالإجارة فاسدة و على صاحب البقرة للرجل أجر قيامه و قيمة علفه إن علفها من علف هو ملكه.... و الحيلة فی جوازه أن يبيع نصف البقرة منه بثمن و يبرئه عنه ثم يأمر باتخاذ اللبن و المصل فيكون بينهما" ترجمہ: ایک شخص نے دوسرے کو گائے اس طور پر دی کہ وہ گائے کو چارہ کھلائے گا اور جو دودھ اور گھی حاصل ہو گا وہ دونوں میں مشترک ہو گا، تو یہ اجارہ فاسدہ ہے، اس صورت میں گائے کے مالک پر اس کے رکھنے اور چارہ کھلانے کی اجرت دینا لازم ہو گا، جبکہ دیکھ بھال کرنے والا اپنی مِلک میں سے اس کو چارہ کھلائے۔۔۔ اس کے جواز کا حیلہ یہ ہے کہ مالک اس شخص کو آدھی گائے کچھ ثمن کے بدلے بیچ دے اور اس کو ثمن سے بری کر دے، پھر اس شخص کو دودھ، گھی اور لسی وغیرہ حاصل کرنے کی اجازت دے دے، تو اس صورت میں وہ گائے دونوں میں مشترک ہو جائے گی۔ **(فتاوی عالمگیری، جلد4، صفحہ504، مطبوعہ کراچی)**

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"گائے، بھینس خرید کر دوسرے کو دیدتے ہیں کہ اسے کھلائے، پلائے، جو کچھ دودھ ہو گا، وہ دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو گا، یہ اجارہ بھی فاسد ہے۔ کُل دودھ مالک کا ہے اور دوسرے کو اس کے کام کی اجرتِ مثل ملے گی اور جو کچھ اپنے پاس سے کھلایا ہے، اس کی قیمت ملے گی اور گائے نے جو کچھ چرا ہے، اس کا کوئی معاوضہ نہیں اور دوسرے نے جو کچھ دودھ صرف کر لیا ہے، اتنا ہی دودھ مالک کو دے کہ دودھ مثلی چیز ہے۔"
(بہار شریعت، جلد3، حصہ14، صفحہ150، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اس کے جواز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:"اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ گائے، بکری، مرغی وغیرہ میں آدھی دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالیں، اب چونکہ ان جانوروں میں شرکت ہو گئی، بچے بھی مشترک ہوں گے۔" **(بہار شریعت، جلد2، حصہ10، صفحہ512، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

و اللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و سلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

21 صفر المظفر 1440ھ/31 اکتوبر 2018ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

المفتی دار الافتاء اہلسنت daruliftaa@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے